بیعتِ رضوان میں شریک جلیل القدر صحابیِ رسول کی سیرت پر مبنی رسالہ

تذکرہ حضرت جہجاہ بن سعید غِفاری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ



پیشکش:
مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)
شعبہ: فیضانِ صحابہ واہلِ بیت

www.dawateislami.net

بیعتِ رضوان میں شریک صحابیٔ رسول کی سیرت پر مبنی رسالہ

تذکرہ حضرت جَہجاہ بن سعید غِفاری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ

مؤلف: محمد عدنان چشتی عطاری مدنی

پیشکش
مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)
شعبہ: فیضانِ صحابہ واہلِ بیت

ناشر: مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

www.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

تذکرہ حضرت جہجاہ بن سعید غِفاری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

دُرُود شریف کی فضیلت

حضرت سیّدنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے فرمایا: اللہ پاک کی خاطر آپس میں مَحبت رکھنے والے جب باہم ملیں اور مُصَافَحہ کریں اور نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دُرُود بھیجیں تو اُن کے جُدا ہونے سے پہلے دونوں کے اگلے پچھلے گناہ بَخْش دیئے جاتے ہیں۔

(مسند ابی یعلی، مسند انس بن مالک، ۳/۹۵، حدیث: ۲۹۵۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

امت کے بہترین افراد!

نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے شرف صحبت سے فیضیاب ہو کر جو جلیل القدر ہستیاں صحابیت کے درجوں پر فائز ہوئیں وہ ساری امت میں سب سے افضل ہیں۔ انہی عظیم صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں سے ایک حضرت سیّدنا جہجاہ بن سعید غفاری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بھی ہیں۔ تابعین سے لے کر قیامت تک اُمت کا کوئی ولی، غوث، قطب یا ابدال جیسے کتنے ہی بلند مرتبے کو پہنچ جائے ہر گز ہر گز ان کے عظیم مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا۔

www.dawateislami.net

ابتدائی تعارف

آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا نام جہجاہ مشہور ہے جبکہ حضرت امام محمد بن یوسف شامی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں: اَلْمُحَدِّثُونَ یَزِیْدُوْنَ فِیهِ الْهَاء، وَ الصَّوَابُ جَهْجَا، دُونَ هَاء یعنی محدثین نے اس میں "ہ" کا اضافہ کر دیا درست "ہ" کے بغیر "جہجا" ہے۔ (سبل الهدیٰ والرشاد، 4/356)

آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی ولدیت کے بارے میں سیرت و تاریخ کی کتابوں میں سعید، قَیس، مسعود (الاصابة، جهجاه بن سعید، 1/621، رقم:1248) اور سعد کے نام موجود ہیں۔ (عیون الاثر، ذکر فوائد تتعلق بخبر بنی المصطلق الخ، 2/144) جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے گھوڑوں کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ (غوامض الاسماء المبهمة، 1/102)

امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی شہادت کے کچھ ہی عرصے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا انتقال ہوا۔ (طرح التثریب فی شرح التقریب، 1/38)

قبیلۂ غِفار کے لئے دُعائے مصطفےٰ

حضرت سیّدنا جہجاہ بن سعید غفاری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا تعلق قبیلہ غِفار سے تھا۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس قبیلے کے لیے منبرِ انور پر یوں دُعا فرمائی: غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا یعنی اللہ پاک غِفار کی مغفرت فرمائے۔ (بخاری، کتاب المناقب، باب ذکر اسلم و غفار الخ، 2/477، حدیث:3513 مختصراً) ایک اور روایت میں نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے غِفار سمیت سات قبیلوں کا نام لے کر فرمایا: یہ میرے مددگار ہیں، اللہ و

www.dawateislami.net

رسول ہی اِن کے مددگار ہیں۔

(بخاری، کتاب المناقب، باب ذکر اسلم و غفار الخ، 475/2، حدیث:3504)

جلیل القدر صحابی حضرت سیّدنا اَبو ذَر غِفاری، حضرت سیّدُنا خِفاف بن ایماء غِفاری، حضرت سیّدُنا اُنَیس بن جُنادہ غِفاری، حضرت حُذیفہ بن اُسَید غِفاری، حضرتِ سیّدُنا عُباد بن خالد غِفاری، حضرتِ سیّدُنا حَکَم بن عَمْرو غِفاری اور حضرت سیّدنا رافع بن عَمْرو غِفاری رِضْوَانُ اللهِ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْن کا تعلق بھی اسی قبیلے غِفار سے تھا۔

قبولِ اسلام کا واقعہ

حضرت سیّدنا جہجاہ بن سعید غفاری رَضِیَ اللهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ میں اپنے قبیلے کے ایک ایسے گروہ کے ساتھ نبیِّ پاک صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ واٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں مغرب کے وقت حاضر ہوا جو اسلام قبول کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ واٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے سلام پھیر کر فرمایا: ہر شخص اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی کا ہاتھ پکڑے اور اُسے اپنے ساتھ لے جائے۔ (جب سب جا چکے تو) اب مسجد میں میرے اور رسول اللہ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ واٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ میں دراز قد اور **عَظِیْمُ الْجُثَّه** تھا، میری جانب کوئی بھی نہ بڑھا۔ مجھے نبیِّ پاک صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ واٰلِهٖ وَسَلَّمَ اپنے گھر لے آئے، پھر میرے لیے ایک بکری کا دودھ نکالا میں نے پی لیا، حتّٰی کہ نبیِّ پاک صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ واٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے سات بکریوں کا دودھ نکالا میں نے وہ سارا پی لیا پھر ایک پتھر کی ہانڈی میں کچھ لایا گیا میں نے وہ بھی کھا لیا۔ حضرت اُمِّ اَیمن رَضِیَ اللهُ عَنْها نے کہا: **اللہ** اُسے بھوکا رکھے

www.dawateislami.net

جس نے آج رات رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلہٖ وَسَلَّمَ کو بھوکا رکھا۔ نبیِّ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اُمِّ اَیْمَن چھوڑو! اس نے اپنا رزق کھایا ہے اور ہمارا رزق اللہ پاک کے ذمے ہے۔

اگلے روز نبیِّ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلہٖ وَسَلَّمَ اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان جمع ہوئے اور جس کے ساتھ جو ہوا بتانے لگے۔ تو حضرت جہجاہ نے سات بکریوں کے دودھ اور ہانڈی کے کھانے کی بات بتائی۔ (اس دن اسلام لانے کے بعد حضرت جہجاہ بن سعید غفاری اور دیگر) صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے پھر نبیِّ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی اور وہی فرمایا کہ ہر شخص اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی کا ہاتھ پکڑے اور اُسے اپنے ساتھ لے جائے۔ (اس بار بھی) مسجد میں میرے اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلہٖ وَسَلَّمَ کے علاوہ اور کوئی باقی نہیں رہا۔ نبیِّ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلہٖ وَسَلَّمَ مجھے اپنے گھر لے آئے، پھر میرے لیے ایک بکری کا دودھ لائے میں نے اُسے پیا اور خوب سَیر ہو گیا۔ حضرت اُمِّ اَیْمَن رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے کہا: کیا یہ ہمارا (کل والا) مہمان نہیں؟ نبیِّ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کیوں نہیں آج اس نے مومن کی آنت میں کھایا ہے، پہلے اس نے کافر کی آنت میں کھایا تھا، بے شک مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔ (معرفۃ الصحابۃ، 517/1، حدیث: 1746)

غزوۂ بنی مُصْطَلِق میں شرکت

آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ اسلام کی سربلندی کیلئے 5 ہجری

www.dawateislami.net

میں غزوۂ بَنِی مُصْطَلِق ہوا تو نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مَعِیَّت میں حضرت سیدنا جہجاہ بن سعید غفاری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بھی اس جنگ میں شریک تھے۔(الاستیعاب 268/1،)اس غزوہ کے وقت آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے اجیر تھے اور آپ کا گھوڑا پکڑ کر چل رہے تھے۔(الاستیعاب،656/2)

بیعتِ رِضوان میں شرکت کی سعادت

حضرت سیّدنا جہجاہ بن سعید غِفاری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے بدری صحابی ہونے کی کوئی تصریح تو نہیں مل سکی البتہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو یہ سعادت حاصل ہے کہ جب نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے صلحِ حدیبیہ کے موقع پر ایک درخت کے نیچے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے بیعت لی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اس میں شریک تھے جیسا کہ حضرت امام اِبنِ حَجَر عَسقَلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **شَهِدَ بيعةَ الرضوانِ بالحُدَيبية** یعنی آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعتِ رضوان میں حاضر تھے۔(الأصابة فی تمییز الصحابة، 621/1) جو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اس بیعت میں شریک تھے قرآنِ کریم میں انہیں رضائے الٰہی کا مُژدہ سنایا گیا ہے جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ

ترجَمۂ کنز الایمان: بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔

www.dawateislami.net

فَتْحًا قَرِیْبًا (پ۲۶، الفتح:۱۸)

نیز حدیثِ پاک میں اِن تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کیلئے جہنم سے آزادی کی بشارت بھی بیان کی گئی ہے جیسا کہ نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ان میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہو گا۔ (ترمذی، کتاب المناقب، باب فی فضل من بایع تحت الشجرۃ، 5/462، حدیث:3886)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

عصائے رسول کس نے توڑا؟

بعض کتابوں میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری اَیّام کا ایک واقعہ ذکر کیا گیا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا مبارک عصا ہاتھ میں لیے جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک شخص کھڑا ہوا اُس نے نہ صرف حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے ناروا سُلُوک کیا بلکہ نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا عصا مبارک چھین کر اپنے گھٹنے پر مار کر توڑ دیا (العیاذ باللہ) عصا مبارک کی بے ادبی کی وجہ سے اس کے گھٹنے پر ایک پھوڑا نکل گیا جس کی وجہ سے وہ مر گیا۔ یاد رہے یہ وہی عصا مبارک تھا جسے سیّدنا صدیقِ اکبر اور عمرِ فاروق رضی اللہ عنہما بھی خطبے کے دوران ہاتھ میں لیا کرتے تھے۔

(الکامل فی التاریخ، 3/58 ملخصاً)

تاریخ کی بعض کتابوں میں حضرت سیّدنا جہجاہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ کے

www.dawateislami.net

تذکرے کے تحت مذکورہ بالا واقعہ بھی ذکر ہو گیا ہے جس سے اس بات کا گمان ہوتا ہے کہ عصائے رسول توڑنے کا معاملہ بھی آپ رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا، حالانکہ یہ یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا۔ یاد رہے محض گمان، خیال اور اندازے کی بنیاد پر کوئی بھی خلافِ شرع بات کسی بھی مومن مسلمان کی طرف منسوب کرنا درست نہیں چہ جائے کہ کوئی خلافِ شرع کام کسی صحابیٔ رسول کے ذِمے لگا دیا جائے۔

اللہ پاک کے فضل و کرم اور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نظرِ عنایت کے صدقے بیعتِ رضوان میں شریک صحابیٔ رسول حضرت سیّدنا جہجاہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ کی سیرت پر کام کے دوران درجنوں کتبِ سیرت و تاریخ کے مطالعے سے یہ بات روشن و عیاں ہوئی کہ عصا مبارک توڑنے کی نسبت صحابیٔ رسول حضرت سیّدنا جہجاہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ کی طرف کرنا درست نہیں کیونکہ یہ ناموسِ صحابیت کے ساتھ ساتھ تحقیق کے بھی خلاف ہے جیسا کہ ذیل میں اس کی تفصیلی وضاحت موجود ہے:

عصائے رسول صحابیٔ رسول نے نہیں توڑا

پہلے وہ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے جن سے پتہ چلتا ہے کہ "عصائے رسول" توڑنے والے حضرت سیّدنا جہجاہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ نہیں ہیں چنانچہ

(1) حضرت علامہ مُطَہَّر بن طاہر مَقْدَسِی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 355ھ) لکھتے ہیں: **ثم قام الجهجاه بن سنام الغفاري فأخذ القضيب من يده وكسرها الخ** یعنی پھر

www.dawateislami.net

جہجاہ بن سنام غفاری اُٹھا اس نے عصا چھین کر توڑ دیا۔(البدء والتاریخ، 205/5) مقدور بھر کوشش کے باوجود جہجاہ بن سنام غفاری کا صحابی ہونا معلوم نہ ہو سکا۔

(2) حضرت علامہ اَبُوالْعَبَّاس جعفر بن محمد مُسْتَغْفِری رحمۃ اللہ علیہ (وفات:432ھ) لکھتے ہیں: **أخبرنا أبو علي زاهر بن أحمد: أنا أبو يعلى الأبلي: نا أبو سعيد الأشج: نا ابن إدريس، عن عبيد الله، عن نافع: أن رجلاً يقال له: الجهجاه، أو ابن الجهجاه الغفاري تناول عصاً كان في يد عثمان، فكسرها على ركبته، فضرب في ذلك الموضع بأكلة.** یعنی ایک آدمی جسے جہجاہ یا ابن جہجاہ غفاری کہا جاتا تھا۔ الخ (دلائل النبوۃ للمستغفری، 832/2، رقم:657)

(3) حضرت علامہ اسماعیل بن محمد اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات:535ھ) لکھتے ہیں: **رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ جَهْجَاهٌ أَوِ ابْنُ جَهْجَاهٍ أَخَذَ عَصًى كَانَتْ فِي يَدِ عُثْمَانَ فَكَسَرَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ فَأُصِيبَ فِي ذٰلِكَ الْمَوْضِعِ الْأَكَلَةُ.** حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے کہ ایک آدمی جسے جہجاہ یا ابن جہجاہ کہا جاتا تھا نے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے عصا لے کر توڑ دیا۔ الخ (سیر السلف الصالحین، ص184)

حضرت حافظ مُستغفری اور امام اصبہانی رحمۃ اللہ علیہما کی عبارات بتاتی ہیں کہ اس شخص کو جہجاہ یا ابن جہجاہ کہا جاتا تھا۔ غور کیا جائے تو واضح ہے کہ صرف جہجاہ کہنے سے صحابیٔ رسول حضرت جہجاہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ کی ذات ہی مراد لینا بغیر کسی

www.dawateislami.net

دلیل کے ہے کیونکہ اس بات کا احتمال ہے کہ جہجاہ نامی یہ شخص کوئی اور ہے نیز ابن جہجاہ کے الفاظ بھی صحابیٔ رسول مراد لینے سے منع کر رہے ہیں نیز مشہور قاعدہ ہے کہ **اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمالُ فَبَطَلَ الْاِسْتِدلال** کہ جب احتمال آ جائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے لہٰذا قاعدے کے مطابق صحابیٔ رسول کی جانب نسبت میں شک آ گیا اس لیے یقین سے ہر گز نہیں کہا جا سکتا کہ عصا توڑنے والا کام صحابیٔ رسول حضرت سیّدنا جہجاہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ نے کیا ہے۔

(4) حضرت علامہ عبد الملک بن حسین عصامی رحمۃ اللہ علیہ اس واقعے کو یوں بیان فرماتے ہیں: **وَلما أخذت من يَد عُثْمَان الْعَصَا وَهُوَ قَائِم يخْطب وَكَانَ الْآخِذ لَهَا جَهْجَاه بن عَمْرو الْغِفَارِيّ وَكسرهَا بركبته وَقعت الآكلة فِي ركبته وَالْعِيَاذ بِاللّٰه تَعَالَى** یعنی جہجاہ بن عمرو غفاری نے عصا لے کر توڑ دیا الخ

(سمط النجوم العوالي، 525/2)

کوشش کے باوجود جہجاہ بن سنام اور جہجاہ بن عمرو کے بارے میں کسی بھی محدث کا یہ قول نہیں ملا کہ کسی صحابیٔ رسول کا نام جہجاہ بن عمرو یا جہجاہ بن سنام ہو۔ اس لیے صحابیٔ رسول حضرت سیّدنا جہجاہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ کی طرف یقین کے ساتھ اس معاملے کی نسبت نہیں کی جا سکتی۔

(5) حضرت امام محمد بن احمد مغربی افریقی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 333ھ) اس واقعے کو یوں ذکر فرماتے ہیں: **قَالَ وَحَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ**

www.dawateislami.net

مَرْزُوق قَالَ حَدثنِي عَارِم عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَازِمٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ جَهْجَاهُ مِنْ غِفَارٍ دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ وَمَعَهُ عَصَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسلم فَأَخذهَا الْغِفَارِيّ فَكسرهَا علي رُكْبَتَيْهِ فَوَقَعَتِ الأَكِلَةُ فِي رُكْبَتَيْهِ یعنی حضرت سلیمان بن سیار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قبیلۂ غفار کا ایک آدمی جسے جہجاہ کہا جاتا تھا حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت آیا جب آپ کے پاس رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا عصا مبارک تھا تو اُس غفاری نے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے عصا چھین کر اپنے گھٹنے پر مار کر توڑ دیا جس سے اس کے گھٹنے پر پھوڑا ہو گیا۔ (کتاب المحن، ص86)

قارئینِ کرام غور فرمائیے! أَنَّ رَجُلا يُقَالُ لَهُ جَهْجَاهُ مِنْ غِفَارٍ ذکر کردہ عبارت کا اُسلُوب اور رَجُلًا کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہ جہجاہ کوئی غیر معروف شخص تھا نیز اس عبارت سے کسی طرح بھی ثابت نہیں ہوتا کہ اس سے صحابیِ رسول حضرت جہجاہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔

یہی حال حضرت امام ابو بکر ابنِ ابی شَیْبَہ رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ روایت کا ہے جیسا کہ ذکر فرماتے ہیں: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيس، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَجُلاً يُقَالُ لَهُ جَهْجَاهُ تَنَاوَلَ عَصًى كَانَتْ فِي يَدِ عُثْمَانَ فَكَسَرَهَا بِرُكْبَتِهِ، فَرَمَى من ذَلِكَ الْمَوْضِعِ بِآكِلَةٍ. (مصنف ابن ابی شیبہ، 79/17، حدیث: 32698) یہی سند اور أَنَّ رَجُلاً يُقَالُ لَهُ جَهْجَاهُ کے الفاظ حضرت امام آجُری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی

www.dawateislami.net

نقل فرمائے ہیں۔(الشریعۃ،4/1998،حدیث:1469)

(6)حضرت امام اِبنِ اَبِی الدُّنیا رحمۃ اللہ علیہ یہ واقعہ یوں ذکر فرماتے ہیں: **حدثنا عبدالله قال: حدثنا أحمد بن المقدام، قال: أخبرنا حماد بن زيد، عن زيد بن حازم، عن سليمان بن يسار، أن رجلا، من غفار يقال له: جهجاه، أو جهجا الغفاري، دخل على عثمان رضي الله عنه، فانتزع عصا كانت في يده، فكسرها على ركبته، فوقعت الأكلة في ركبته** یعنی غفار کا ایک آدمی جسے جہجاہ یا جہجا غفاری کہا جاتا تھا الخ۔(العقوبات،ص212،حدیث:335)

(7)حضرت امام مَجْدُ الدِّین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں جہجاہ غفاری کے بارے میں لکھتے ہیں: **وجَهْجاهٌ الغِفارِيُّ: مِمَّنْ خَرَجَ على عثمانَ، رضي الله تعالى عنه، كَسَرَ عَصَا النبيِّ، صلى الله عليه وسلم، بِرُكْبَتِهِ، فَوَقَعَتْ الأَكِلَةُ فيها**، یعنی جہجاہ غفاری وہ ہے کہ جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی، نبیِّ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا عصا اپنے گھٹنے پر مار کر توڑ دیا۔ الخ

(القاموس المحیط،ص1245)

(8)حضرت امام اِبنِ اَثِیر جَزَری رحمۃ اللہ علیہ (وفات:630ھ)نے ان الفاظ سے اس بات کو بیان فرمایا ہے: **قِيلَ: وَخَطَبَ يَوْمًا وَبِيَدِهِ عَصًا كَانَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ يَخْطُبُونَ عَلَيْهَا، فَأَخَذَهَا جَهْجَاهُ الْغِفَارِيُّ مِنْ يَدِهِ وَكَسَرَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ، فَرُمِيَ فِي ذَلِكَ الْمَكَانِ بِأَكِلَةٍ.**

(الکامل فی التاریخ،3/58)

www.dawateislami.net

اس عبارت سے بھی یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ صحابیٔ رسول حضرت جہجاہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ نے عصائے رسول توڑا ہو کیونکہ عبارت پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ (1)قِیْل کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ اس کا قائل معلوم نہیں جو کہ بے سند ہونے کی دلیل ہے۔(2)صرف جہجاہ غفاری کہنے سے صحابیٔ رسول ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ جہجاہ بن سنام اور جہجاہ بن عمرو نیز ابن جہجاہ کا نام بھی ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا۔ صحابیٔ رسول کا عظیم وصف بھی اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ بے سند بات کے ذریعے ایسے کام کی نسبت اُن کی جانب نہ کی جائے جو ان کے شایانِ شان نہیں۔(3)صرف نام میں یکسانیت یا قدرے مُماثَلت کی بِنا پر ایک کے کام کی نسبت دوسرے کی جانب ہو جانے کی کئی مثالیں موجود ہیں جیسے بدری صحابی حضرت سیّدنا ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے نام میں یکسانیت کی وجہ سے زکوٰۃ کے انکار کے واقعے کی نسبت بہت سی کتابوں میں انہی جنتی صحابی کی طرف ہو گئی ہے جو کہ ہرگز درست نہیں۔

(9)حضرت امام عمر بن شبہ بصری رحمۃ اللہ علیہ (وفات:262ھ)لکھتے ہیں: **حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُتْبَةُ بْنُ مُسْلِمٍ الْمَدَنِيُّ أَنَّ آخِرَ خَرْجَةٍ خَرَجَهَا عُثْمَانُ يَوْمَ جُمُعَةٍ، وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حِبَرَةٌ مُصَفِّرًا رَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ بِوَرْسٍ، قَالَ: فَمَا خَلَصَ إِلَى الْمِنْبَرِ حَتَّى ظَنَّ أَنْ لَنْ يَخْلُصَ، فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى الْمِنْبَرِ حَصَبَهُ النَّاسُ، وَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي غِفَارٍ يُقَالُ لَهُ: الْجَهْجَاهُ فَقَالَ: وَاللَّهِ لَنُغَرِّبَنَّكَ إِلَى جَبَلِ الدُّخَانِ، فَلَمَّا نَزَلَ حِيلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ، فَصَلَّى لِلنَّاسِ أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ**

(تاريخ المدينة لابن شبة،1110/3)

www.dawateislami.net

اس بات کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس سے صحابیٔ رسول حضرت جہجاہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ کی تعیین کسی طرح بھی درست نہیں کیونکہ جہجاہ سے صحابیٔ رسول مراد لینے پر عبارت میں کوئی دلیل نہیں بلکہ "**رَجُلٌ مِنْ بَنِي غِفَارٍ يُقَالُ لَهُ: الْجَهْجَاهُ**" کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہ کام کرنے والا کوئی غیر معروف شخص تھا۔

(10) حضرت امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: **وَقَالَ سليمان بْن يسار: أخذ جَهْجاه الغفاريّ عصا عثمان التي كان يتحصّر بها، فكسرها على رُكْبَتِه، فوقعت في رُكبته الأكِلَة.** (تاریخ الاسلام، 3/474)

حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا ہے۔ اس میں بھی جہجاہ غفاری کے الفاظ ہیں جس سے صحابیٔ رسول حضرت جہجاہ بن سعید غفاری مراد لینا درست نہیں۔ پھر بھی اگر کوئی اس سے صحابیٔ رسول ہی مراد لے تو عرض ہے کہ اس بات کو بیان کرنے والے حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں: **وُلِدَ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ.** یعنی آپ حضرت عثمانِ غنی کی خلافت میں پیدا ہوئے۔ (سیر اعلام النبلاء، 4/444) حضرت امام ابنِ حبّان رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 354ھ) حضرت سلیمان بن یسار کے بارے میں لکھتے ہیں: **كان مولده سنة أربع وثلاثين** یعنی آپ کی ولادت 34ھ میں ہوئی۔ (مشاهير علماء الأمصار، ص84، رقم: 432) جبکہ حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت مبارک 18 ذُوالحجّۃِ الحرام 35 سنِ ہجری میں ہوئی۔

(المنتظم، 5/58، بغية الطلب في تاريخ حلب، 5/2175)

www.dawateislami.net

اس طرح امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ایک سال تھی۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ معاملہ آپ نے خود نہیں دیکھا بلکہ کسی نے آپ کو بتایا تھا وہ بتانے والا کون تھا؟ ثقہ یا غیر ثقہ کچھ معلوم نہیں۔

نوٹ: یاد رہے حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کردہ تمام روایات میں یہ احتمال بہر حال موجود رہے گا۔

(11)البدایہ والنہایہ میں یہ واقعہ اس طرح ذکر کیا گیا ہے:**قَالَ الْوَاقِدِيُّ: حَدَّثَنِي أُسَامَةُ ابن زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَيْنَا أَنَا أَنْظُرُ إِلَى عُثْمَانَ يَخْطُبُ عَلَى عَصَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلَّم الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عَلَيْهَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَقَالَ لَهُ جَهْجَاهُ: قُمْ يَا نَعْثَلُ فَانْزِلْ عَنْ هَذَا الْمِنْبَرِ وَأَخَذَ الْعَصَا فَكَسَرَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُمْنَى فَدَخَلَتْ شَظِيَّةٌ مِنْهَا فِيهَا فَبَقِيَ الْجُرْحُ حَتَّى أَصَابَتْهُ الْأَكِلَةُ، فَرَأَيْتُهَا تُدَوِّدُ، فَنَزَلَ عُثْمَانُ وَحَمَلُوهُ وَأَمَرَ بِالْعَصَا فَشُدُّوهَا**(البداية والنهاية،260/5)

اس عبارت میں بھی صرف جہجاہ کے الفاظ ہیں جس سے صحابیٔ رسول حضرت جہجاہ بن سعید غفاری کی تعیین درست نہیں کیونکہ جہجاہ سے صحابیٔ رسول مراد لینے پر عبارت میں کوئی دلیل نہیں۔

(12)حضرت امام عمر بن شبہ بصری رحمۃ اللہ علیہ(وفات:262ھ)نے اس واقعے کو اپنی کتاب تاریخُ المدینہ میں چار سندوں سے ذکر کیا ہے:ایک روایت نو نمبر کے تحت گزری جس میں یہ الفاظ ہیں:**وَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي غِفَارٍ يُقَالُ لَهُ: الْجَهْجَاهُ**، دوسری

www.dawateislami.net

روایت میں یہ **أَنَّ جَهْجَاهَ الْغِفَارِيَّ**، تیسری میں یہ **أَنَّ جَهْجَاهًا** جبکہ چوتھی روایت میں یہ الفاظ ہیں: **وَقَامَ جَهْجَاهُ بْنُ سَعْدٍ الْغِفَارِيُّ وَكَانَ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ**

پہلی تین روایات کی تو پہلے حوالوں جیسی کیفیت ہے کہ جہجاہ اور ایک شخص جسے جہجاہ کہا جاتا تھا سے صحابیٔ رسول مراد لینے پر کوئی دلیل نہیں البتہ چوتھی روایت کے ذریعے کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ کام صحابیٔ رسول نے ہی کیا ہے اس کا جواب دو طرح سے دیا جاسکتا ہے:

(1) اس روایت کی سند میں ایک راوی عبداللہ بن مصعب ہے اس کے بارے میں حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: **وسُئل ابن مَعِين عن عبد الله بن مُصْعَب فقال: ضعيف الحديث لم يكن له كتاب.** (تاریخ الاسلام، 250/12) اسی طرح حضرت امام اِبنِ حجر عَسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں: **ضعفه ابنُ مَعِين.** (لسان المیزان، 15/5، رقم:4464) حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ مِیْزَانُ الْاِعْتِدال میں بھی لکھتے ہیں: **ضعفه ابنُ مَعِين.** (میزان الاعتدال، 505/2، رقم:4609)

حضرت امام اِبنِ ابی حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ (وفات:327ھ) فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد امام ابوحاتم سے ان (عبداللہ بن مصعب) کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا: **هو شيخ من بابة عبد الرحمن بن أبي الزناد.** (الجرح والتعدیل، 178/5)

حضرت امام ابوحاتم کے نزدیک عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کی حیثیت ملاحظہ فرمائیے چنانچہ حضرت امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد سے

www.dawateislami.net

ان کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: **یکتب حدیثه ولا یحتج به۔**

(الجرح والتعدیل 252/5)

جب ثابت ہو گیا کہ یہ روایت ضعیف ہے تو ایسی روایت کے ذریعے صحابیٔ رسول کی جانب اس کام کی نسبت میں شک آ گیا جو اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس بات کی صحابیٔ رسول کی جانب یقینی نسبت درست نہیں۔

(2) ذکر کردہ چوتھی روایت میں اس بات کا بھی احتمال ہے کہ یہ مُدرَج ہو کیونکہ: **وَقَامَ جَهْجَاهُ بْنُ سَعْدٍ الْغِفَارِيُّ وَكَانَ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ** کے الفاظ کسی دوسری روایت میں موجود نہیں اس لیے انہیں راوی کا اضافہ بھی کہا جا سکتا ہے۔

حضرت امام اِبنِ اَثِیر جزری کی اسد الغابہ (574/1) اور الکامل فی التاریخ (536/2) اِبنِ قُتَیبَہ کی المعارف (ص141)، حضرت امام سخاوی کی **التحفة اللطيفة فی تاريخ المدينة الشريفة** (431/1)، حافظ ابن کثیر کی جامع المسانید و السنن (240/2) اور البدایۃ و النہایۃ (260/5)، حضرت امام ابن عبدالبر کی الاستیعاب (656/2)، حضرت امام صفدی کی الوافی بالوفیات (160/11) وغیرہ کتب میں یہ واقعہ یا تو مجہول صیغے کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے یا بغیر کسی سند کے ذکر کیا گیا ہے، جس کی شرعی حیثیت پہلے ہی ذکر کر دی گئی ہے نیز حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی التاریخ الاوسط میں مذکور اس سند **حَدَّثَنَا قُتَيْبَة ثَنَا ابن فُلَيح بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمَّتِهِ عَنْ أَبِيهَا وَعَمِّهَا أَنَّهُمَا حَضَرَا عُثْمَانَ** میں مجہول اور

www.dawateislami.net

مجروح راوی موجود ہیں۔یہی سند حضرت امام ابن عساکر (وفات:571ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ذکر کی ہے۔(تاریخ مدینہ دمشق،329/39) حضرت امام ابن ناصر الدین دمشقی (وفات:842ھ) فرماتے ہیں: **ورواه في تاريخه الصغير عن قتيبة بنحوه إلا أنه قال:** یعنی امام بخاری نے انہی قُتَیبہ وغیرہ سے تاریخ صغیر میں یہ الفاظ **فقام إليه فُلانُ ابنُ سعيد لم يسمه** یعنی پھر فلاں بن سعید کھڑا ہوا نام ذکر نہیں کیا۔

(جامع الآثار في السير ومولد المختار،3157/6)

سوال: اس بات کا احتمال تو ہے کہ یہ کام انہی صحابیِ رسول نے کیا ہو؟

جواب: کسی خلافِ شرع کام کی نسبت صرف احتمال، گمان، تخمینے اور اندازے کی بنیاد پر کسی صحابیِ رسول کی طرف کوئی بھی صحیح العقیدہ مسلمان ہرگز نہیں کر سکتا، اس بات کو اس عبارت سے سمجھا جا سکتا ہے:

ایک معاملے کی نسبت کسی نے حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کر دی اس کے بارے میں بحث کرتے ہوئے امامِ اہلِ سنّت، حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: تحقیق کے بغیر کسی مسلمان کی نسبت کبیرہ گناہ کی طرف کرنا جائز نہیں۔ البتہ یہ کہنا جائز ہے کہ (خارجی) ابنِ مُلجم نے امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو اور ابولُؤلُؤ (مجوسی) نے امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو شہید کیا کیونکہ یہ تواتر کے ساتھ ثابت ہے، لہٰذا بغیر تحقیق کے کسی مسلمان پر فِسق و کُفر کی تہمت لگانا جائز نہیں۔

www.dawateislami.net

(احیاء العلوم، کتاب آفات اللسان، الآفۃ الثامنہ اللعن، 154/3)

امامِ اہلِ سنّت مزید فرماتے ہیں: کیونکر حلال ہو گیا کہ ایسے سخت کبیرہ شدید نہ کبیرہ بلکہ اکبر الکبائر کو ایک مسلمان نہ صرف مسلمان بلکہ امام المسلمین کی طرف بلا تواتر نہ فقط بے تواتر بلکہ محض بلا سند صرف حُکِیَ کی بِنا پر نسبت کر دیا جائے۔ سیّدنا امام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی طرف ایسی شدید عظیم بات نسبت کرنا حلال ٹھہرے حالانکہ تواتر چھوڑ کر اصلاً کوئی ٹوٹی پھوٹی سند بھی نہیں۔ (فتاوی رضویہ 10/193 ملخصًا)

اسی عبارت کے تناظر میں جلیل القدر صحابیٔ رسول حضرت سیّدنا جہجاہ بن سعید غِفاری رضی اللہ عنہ کی جانب نظر کریں تو اِن کا جنّتی ہونا، نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ اور آپ سے نسبت رکھنے والی اشیاء کا ادب و احترام کرنا لازمی، یقینی اور قطعی ہے کہ یہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ جبکہ عصائے رسول کی معاذاللہ بے ادبی والا واقعہ صحت کے اعتبار سے اس درجے کا نہیں کہ جو یقین کو ختم کر سکے تو لازم ہے کہ **اَلْیَقِیْنُ لَا یَزُوْلُ بِالشَّکّ** قاعدے کے تحت صحابیٔ رسول کی جانب اس فعل کو منسوب نہ کیا جائے۔

آخر میں حضرت امام شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ کیجئے جو کہ اس معاملے میں حرفِ آخر کی حیثیت رکھتی ہے چنانچہ حضرت امام خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَفِیْ جُرْأَتِہٖ عَلٰی قَضِیْبِ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَعَ اَنَّہٗ مِنَ الصَّحَابَۃِ الَّذِیْنَ شَھِدُوا الْمَشَاھِدَ مَعَہٗ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِشْکَالٌ

www.dawateislami.net

لَایُخْفٰی ،فَاِنَّ الظَّاھِرَ اَنَّہ یَعْرِفُ الْقَضِیْبَ وَحُرْمَتَہُ،وَغَضِبَہُ عَلٰی عُثْمَانَ رضی اللہ تعالٰی عنہ ،کَانَ مُجْتَھِداً مُتَأوِّلاً فِیْمَا اَنْکَرُوْہُ عَلَیْہِ،وَمَا ھٰذِہٖ اِلَّا زَلَّۃٌ عَظِیْمَۃٌ لَاتَلِیْقُ بِمَنْ کَانَ مُؤْمِناً صَحَابِیاً یعنی نبیٔ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ غزوات میں شریک ہونے والے صحابی کا عصا مبارک کے ساتھ ایسی بے باکی کرنا اگر تسلیم کر لیا جائے تو اس میں کئی ایسے اشکالات ہیں جو ڈھکے چھپے نہیں۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ وہ عصا مبارک اور اس کی حرمت کو اچھی طرح جانتے تھے۔ کچھ کلام کے بعد مزید فرماتے ہیں: بہر حال یہ اتنی بڑی غلطی ہے کہ جسے ایک مومن صحابیٔ رسول سے جوڑنا ہر گز مناسب نہیں۔(نسیم الریاض،127/4ملخصاً)

الغرض صحابیٔ رسول حضرت سیّدنا جہجاہ بن سعید غِفاری رضی اللہ عنہ کی جانب اس معاملے کو یقینی اور قطعی طور پر منسوب نہیں کیا جاسکتا۔

www.dawateislami.net